اسقاط حمل کے بعد ہونے والے انفیکشن سے تحفظ کے حوالے سے تحقیق - ثبوتوں پر مبنی اہم انکشافات

اسقاط حمل کے آپریشن کے بعد ہونے والے انفیکشنز کی صورت میں خواتین کو کیا علاج فراہم کیا جانا چاہیے، اس حوالے سے عالمی طور پر تحقیق کے بعد نئے قابل اطلاق راہنما اصولوں تشکیل دینے اور ان کے اطلاق کی اشد ضرورت ہے۔ ماہرین کے مطابق، بڑے پیمانے پر کی جانےوالی ایک تحقیق سے حاصل ہونے والے ثبوت اور شواہد کی بنیاد پر یہ بات کہی جا سکتی ہے۔

نیو انگلینڈ جرنل آف میڈیسن میں ایک آزمائشی مطالعے کے نتائج شائع کیے گئے ہیں جس میں کم اور درمیانی آمدنی والے چار ممالک کے ہسپتالوں میں داخل ہزاروں خواتین شامل تھیں۔ ان ہسپتالوں میں کراچی میں موجود آغا خان یونیورسٹی ہسپتال (اے کے یو ایچ) اور ملاوی، تنزانیہ اور یوگنڈا میں موجود دیگر 12 ہسپتال شامل ہیں۔ مطالعے سے حاصل ہونے والے اعدادوشمار اور نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ عالمی طور پر بیان کیے گئے انفیکشن کی تشخیص کے معیارات کے مطابق مریضہ کو اسقاط حمل کے آپریشن سے قبل اینٹی بائیوٹک دوا دینے سے پیلوک انفیکشن کے کیسز میں بہتری آ سکتی ہے۔

یونیورسٹی آف برمنگھم سے تعلق رکھنے والے تحقیق کار اور تحقیق کے سربراہ ڈاکٹر ڈیوڈ لیژورنے اس حوالے سے بتایا، "اس آزمائشی مطالعے سے قبل پیلوک انفیکشن کی پیچیدگیوں میں کمی کے متعلق ہمارے پاس مکمل اور درست معلومات نہیں تھی۔ بالآخر اب ہم مستند ترین ثبوتوں کی بنیاد پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ عام طور پر دستیاب دو اینٹی بائیوٹک ادویات ایسی ہیں جن کی مدد سے تیار کی گئی ایک سستی حفاظتی خوراک نہ صرف مریضاؤں کے لیے محفوظ ہے بلکہ یہ دیکھا گیا کہ اس کی مدد سے پیلوک انفیکشن کی شرح کو کم کیا جا سکتا ہے، خصوصاً ایسا انفیکشن جس کی تشخیص سخت عالمی معیارات کو مدنظر رکھتے ہوئے کی گئی ہو۔"

بہتر وسائل کے حامل ممالک کی بہ نسبت کم اور درمیانی آمدنی والے ممالک (مثلاً پاکستان) میں اسقاط حمل کے آپریشن کے بعد انفیکشنز کا ہو جانا عمومی امر ہے۔

اے کے یو کے ڈیپارٹمنٹ آف آبسٹیٹرک اینڈ گائناکولوجی کی ایسوسی ایٹ پروفیسر ڈاکٹر راحت علی نے تحقیق کے متعلق بات کرتے ہوئے کہا، " اسقاط حمل کے بعد پیچیدگیوں اور انفیکشنز کا شکار ہوجانے والی خواتین کے علاج کے لیے موجودہ وسائل اور ان تک رسائی کی صورتحال پاکستان میں اچھی نہیں ہے۔ تاہم اس مطالعے کے نتائج سے خواتین کے علاج اور دیکھ بھال میں بہتری آئے گی۔" ڈاکٹر راحت اور ڈاکٹر ذوالفقار اے بھٹہ اس تحقیق کے معاون مصنفین بھی ہیں۔ ڈاکٹر بھٹہ اے کے یو کے سینٹر آف ایکسیلنس ان ویمن اینڈ چائلڈ ہیلتھ کے بانی ڈائریکٹر بھی ہیں۔

انھوں نے مزید کہا، "عالمی سطح پر اینٹی بائیوٹک ادویات کے بلا جواز اور وسیع استعمال کے حوالے سے خدشات پائے جاتے ہیں کیونکہ اس کے بعد مریض میں اینٹی بائیوٹک ادویات کا اثر بتدریج کم ہو جاتا ہے اور جراثیم میں ان ادویات کے خلاف مزاحمت پیدا ہو جاتی ہے۔ پاکستان میں بھی اینٹی بائیوٹک ادویات کا بلا جواز استعمال وسیع پیمانے پر پایا جاتا ہے لہذا ایسے صحت عامہ کے نظام میں معیاری طریقہ کار تشکیل دینے کی ضرورت ہے کہ مجموعی طور پر انفیکشنز ہی کم ہو جائیں۔ اس کے علاوہ اینٹی بائیوٹک ادویات کے متوازن استعمال سے صحت مندانہ طریقہ کار کو فروغ ملے گا اور مزاحم بیکٹیریا کے پھیلاؤ میں کمی واقع ہو گی۔"

اس مطالعے سے قبل اسقاط حمل کا آپریشن کروانے والی خواتین میں اینٹی بائیوٹک ادویات کے استعمال کے حوالے سے صرف چار تحقیقات کی گئی ہیں۔ تاہم اس تحقیق میں علیحدہ سینٹرز میں کام کیا گیا؛ مختلف اینٹی بائیوٹک ادویات استعمال کی گئیں اور حاصل شدہ مختلف نتائج کو جانچا گیا۔ یہ ایک سے زائد ممالک کے متعدد سینٹرز میں بلا ترتیب انداز میں کیا جانے والا آزمائشی مطالعہ تھا اور اسقاط حمل کے لیے آپریشن کروانے والی خواتین کے انفیکشنز کے اس خصوصی مطالعے کے نتائج کو عالمی راہنما اصولوں کی روشنی میں دوبارہ جانچ کی ضرورت پیش آئے گی۔

حمل کے ابتدائی مراحل میں پائی جانے والی سب سے عام پیچیدگی اسقاط حمل یعنی 20 ویں ہفتے سے قبل بچے کا ضایع ہو جانا ہے۔ بعض اوقات اسقاط حمل کے بعد مادر رحم میں سے ٹشوز مکمل طور پر خارج نہیں ہوتے اور ان کی صفائی کے لیے آپریشن کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اسقاط حمل کے لیے کیا جانے والا آپریشن دنیا بھر میں کیا جانے والا سب سے عام آپریشن ہے۔

اس مطالعے کے نتائج سسٹین ایبل ڈیویلپمنٹ گولز میں بیان کردہ ہدف نمبر 3 کے حصول میں مددگار ثابت ہوں گے۔ ہدف نمبر 3 میں ان خصوصی اقدامات کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے جس کے بعد 100,000 زندہ بچوں کی پیدائش کی صورت میں ماؤں کی اموات کی تعداد 70 سے بھی کم ہو جائے۔

اس مطالعے کے لیے مالی معاونت فراہم کرنے والے اداروں میں میڈیکل ریسرچ کاؤنسل برطانیہ، ویلکم ٹرسٹ اور یو کے ایڈ شامل ہیں۔ تحقیق کے سربراہوں میں انسٹیٹیوٹ آف میٹابولزم اینڈ سسٹمز ریسرچ، انسٹیٹیوٹ آف اپلائیڈ ریسرچ ہیلتھ سائنسز ریسرچ اور یونیورسٹی آف برمنگھم کے ہیلتھ اکنامکس یونٹ میں کام کرنے والے تحقیق کار شامل ہیں۔